Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 02, Issue 04, Oct-Dec 2024

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

صوبہ بلوچستان کے قبائلی نظامِ زندگی میں وٹہ سٹہ کی شادی اور برادری میں رشتے کی شرعی حیثیت

The Islamic Perspective on Watta Satta Marriages and Intra-Community Unions in the Tribal System of Balochistan

ABSTRACT

The tribal lifestyle of Balochistan, particularly the practices of Watta Satta marriages and intra-community unions, holds profound social, cultural, and religious significance. This study aims to highlight the Islamic legitimacy and societal impacts of these traditions. Watta Satta marriages, often perceived as a means to strengthen ties between families or tribes, frequently affect individual rights and women's autonomy. Similarly, the practice of arranging marriages within the community, deemed essential for maintaining tribal unity, sometimes leads to social pressure and deviations from Islamic principles. This research examines the religious validity of these customs in the light of Quranic teachings and the Sunnah, seeking to determine whether they align with or diverge from Islamic precepts. Furthermore, it evaluates the positive and negative implications of these traditions within the tribal culture, shedding light on their social, moral, and religious dimensions. This study serves as a guide for fostering reforms in tribal practices, aiming to align cultural behaviors with the principles of Islam.

Keywords: *Intra-community Unions, Legitimacy, Deviations, Determine, Precepts. Implications, Fostering, Align,*

****Correspondence Author:***
Muhammad Aslam Hasni*PhD Scholar, Dept. Of Islamic Learning, University of Karachi.*

AUTHORS

Muhammad Aslam Hasni*
PhD Scholar, Dept. Of Islamic Learning, University of Karachi:
aslamhasni57@gmail.com

Dr. Taj Muhammad**
Assistant Professor, Dept. Of Islamic Learning, University of Karachi:
taj@uok.edu.pk

Date of Submission: 11-11-2024
Acceptance: 03-12-2024
Publishing: 10-12-2024

Web: https://al-qudwah.com/
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

صوبہ بلوچستان کے قبائلی نظام زندگی میں وٹہ سٹہ کی شادی اور برادری میں رشتے کی شرعی حیثیت

قبائلی طرزِ زندگی میں "وٹہ سٹہ "ایک ایسی رسم ہے جس کے تحت دو خاندان اپنے لڑکے اور لڑکی کی شادی ایک دوسرے کے ساتھ تبادلے کی بنیاد پر طے کرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ فیصلے اتنے غیر فطری ہوتے ہیں کہ بچوں کی پیدائش سے پہلے ہی ان کے رشتے طے کر دیے جاتے ہیں۔ اس روایت کے تحت اکثر اوقات لڑکا اور لڑکی اپنی مرضی اور پسند کے خلاف زندگی بھر کے بندھن میں جکڑے رہتے ہیں، جو ان کے لیے شدید ذہنی وجذباتی اذیت کا سبب بنتا ہے۔ یہ طرزِ نکاح اسلامی اصولوں سے صریحاً متصادم ہے جو نکاح کو محبت، رحمت اور سکون کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ دیہی علاقوں اور زمیندار طبقات میں اس رسم کا خاصا رواج پایا جاتا ہے جہاں خاندانوں کے درمیان رشتے عموماً وٹہ سٹہ کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں۔[1]

شرعی نقطۂ نظر سے وٹہ سٹہ اور نکاح شغار دونوں ممنوع ہیں۔ نکاح شغار میں مہر ادا نہ کرنے کی شرط شامل ہوتی ہے جبکہ وٹہ سٹہ میں ایسا معاہدہ نہیں ہوتا تاہم دونوں صورتیں اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔ نکاح شغار کے متعدد نقصانات ہیں اور شریعت نے واضح طور پر ممنوع قرار دیا ہے۔

متعدد احادیث بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہیں:

" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ. "[2]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی (بیٹی یا بہن) اس کو بیاہ دے اور کچھ مہر نہ ٹھہرے۔

ایک اور مقام پہ ہے:

" لَا شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ "[3]

اسلام میں نکاح شغار نہیں ہے (بغیر مہر مقرر کے وٹہ سٹہ کرنا۔

وٹہ سٹہ اور نکاحِ شغار میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نکاح شغار میں دونوں خاندانوں کی لڑکیوں کو ایک دوسرے کا حق مہر قرار دیا جاتا ہے جبکہ وٹہ سٹہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ وٹہ سٹہ میں ہر لڑکی کے لیے نکاح کے وقت الگ سے حق مہر مقرر کیا جاتا ہے۔ شرعی اعتبار سے وٹہ سٹہ کی شادی جائز تو ہے لیکن اس کے باعث پیدا ہونے والے متعدد مفاسد کی وجہ سے یہ رشتہ اکثر مشکلات اور پریشانیوں کا سبب بن جاتا ہے اسی لیے شریعت ایسی شادیوں سے اجتناب کی تاکید کرتی ہے۔ اگر وٹہ سٹہ میں حق مہر مقرر کر لیا جائے تو فقہائے احناف اور شوافع کے نزدیک یہ نکاح درست اور جائز ہے۔ البتہ امام مالک کے نزدیک مہر مقرر ہونے کے باوجود، یہ نکاح غیر مستحسن اور قابلِ فسخ ہے۔[4]

نکاحِ شغار میں اگر مہر طے کیا جائے تو ائمہ کے مطابق یہ نکاح درست ہو سکتا ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ ایک نکاح کو دوسرے نکاح پر مشروط نہ کیا جائے اور ہر نکاح میں مہر علیحدہ طور پر متعین کیا جائے۔ امام مالک کا یہ مؤقف زیادہ قوی اور محتاط قرار دیا جاتا ہے۔

وٹہ سٹہ کے نکاح کے مفاسد

وٹہ سٹہ، یعنی ادلے بدلے کے نکاح، معاشرتی، سماجی اور نفسیاتی مسائل کو جنم دینے والا ایک پیچیدہ اور متنازعہ رواج ہے۔ اس قسم کے نکاح کے مختلف منفی پہلو درج ذیل ہیں:

---

[1] التبیین، جلد ۳، شمارہ ۱، جنوری تا جون، ۲۰۱۹ء، ص ۱۴۱

[2] امام بخاری ، محمد بن اسماعیل ، الصحیح البخاری ، کتاب النکاح، باب الشغار، دار ابن کثیر، بیروت، ۲۰۰۲ ء ، رقم الحدیث ۵۱۱۲

[3] **امام مسلم ، حجاج بن مسلم قشیری ، الصحیح المسلم ، کتاب النکاح ، باب بیان حرمة الشغار ،مکتبة البشری،کراچی ،۲۰۱۱ ء ، رقم الحدیث ۳٤٦۸**

[4] الصاوی ، احمد بن محمد ، بلغة السالک لاقرب المسالک ، دار المعارف، مصر ، ،س ن،ج ۲ ، ص ٤٤٦

۱۔ بغیر مرضی کا نکاح

وٹہ سٹہ کے نکاح میں عموماً لڑکے اور لڑکی کی مرضی کو اہمیت نہیں دی جاتی اور رشتہ صرف برادری یا خاندان کے دائرے میں رکھنے کے لیے طے کر دیا جاتا ہے۔ ایسے نکاح عموماً بے جوڑ ہوتے ہیں اور اگر لڑکیاں انکار کریں تو انہیں خاندان کی عزت کے نام پر دباؤ اور ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۲۔ جائیداد کے منتقل ہونے کا خوف

قبائلی اور دیہی نظام میں خواتین کو عموماً جائیداد میں حصہ نہیں دیا جاتا۔ اگر کسی خاتون کو جائیداد مل بھی جائے تو اسے خاندان یا قبیلے کے باہر منتقل کرنے سے سختی سے روکا جاتا ہے تاکہ ملکیت غیر کے ہاتھ میں نہ جائے۔

۳۔ عمر کا غیر مساوی ہونا

وٹہ سٹہ کے نکاح میں عموماً لڑکے اور لڑکی کی عمر کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ نتیجتاً نابالغ لڑکیوں کی بڑی عمر کے مردوں سے شادیاں کی جاتی ہیں۔ کئی بار ۴۰ یا ۵۰ سال کے مردوں کے ساتھ ۱۵ سالہ لڑکیوں کے نکاح کر دیے جاتے ہیں جو شدید ناانصافی کا مظہر ہیں۔

۴۔ ایک شادی کی ناکامی کا اثر دوسری شادی پر

اگر وٹہ سٹہ کے تحت ایک شادی ناکام ہو جائے تو اس کا اثر دوسرے جوڑے کی شادی پر بھی پڑتا ہے، خواہ وہ خوشحال ہی کیوں نہ ہوں۔ اس رواج میں ایک شادی کی ناکامی دوسرے خاندان کو بھی مشکلات اور دباؤ کا شکار بنا دیتی ہے۔

۵۔ مقابلہ بازی کا رجحان

وٹہ سٹہ کے نکاح میں شادی کی بجائے مقابلہ بازی زیادہ ہوتی ہے۔ ایک طرف سے ملنے والے جہیز کے مطابق دوسری طرف سے بھی اسی معیار کی توقع رکھی جاتی ہے۔ اگر جہیز امیدوں پر پورا نہ اترے تو لڑکی کو ساری زندگی طعنوں اور نکتہ چینی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۶۔ ایک گھر کا جھگڑا دوسرے گھر میں منتقل ہونا

اگر ایک جوڑا کسی وجہ سے جھگڑ رہا ہو تو اس کا اثر دوسرے جوڑے پر بھی پڑتا ہے۔ نتیجتاً دوسرے گھر میں بھی لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جو دونوں خاندانوں کے تعلقات کو بگاڑ دیتے ہیں۔

۷۔ ساری زندگی کی پیچیدگیاں

بعض لوگ یہ سوچ کر وٹہ سٹہ کا نکاح کرتے ہیں کہ وقت کے ساتھ مسائل ختم ہو جائیں گے لیکن حقیقت میں ایسی شادیاں زندگی بھر کے تنازعات اور پنچایتوں کا باعث بنتی ہیں۔ جائیداد کی تقسیم سے لے کر بچوں کے رشتوں تک ہر معاملہ جھگڑوں کا شکار رہتا ہے اور روزمرہ زندگی مسلسل اذیت ناک بن جاتی ہے۔ وٹہ سٹہ جیسی شادیوں کو طے کرنے سے پہلے بچوں کی رضامندی اور دیگر تمام معاملات پر گہری نظر ڈالنی چاہیے۔ نکاح ایک اہم اور سنجیدہ تعلق ہے جسے نیک نیتی اور مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا ضروری ہے تاکہ زندگی سکون اور خوشی کا گہوارہ بن سکے۔

صوبہ بلوچستان میں کزن میرج اور سوالنامہ کی ایک رپورٹ

کیا قبائلی نظام میں خاندان سے باہر شادی کی اجازت ہے؟	جی ہاں	جی نہیں	سروے رپورٹ
	٤٠.٥٤	٥٩.٤٥	تقریبا ساٹھ فیصد کے نزدیک کزن میرج اب بھی رائج ہے۔
کیا کزن میرج کی وجہ سے خاندان میں جنیاتی امراض ہیں؟	کم	زیادہ	سروے رپورٹ
	٢٩.٧٢	٧٠.٢٧	تقریبا اکہتر فیصد رائے یہ ہے کہ کزن میرج نقصان دہ ہے لیکن اس کے باوجود اس پہ عملِ کثیر ہے۔[5]

برادری میں شادی کی شرعی حیثیت

بھائیوں اور بہنوں کی اولاد کو عموماً کزن کہا جاتا ہے جو ایک انگریزی اصطلاح ہے۔ اردو زبان میں ان رشتوں کے لیے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، اور ماموں زاد۔ جب یہ رشتہ دار آپس میں نکاح کریں تو ایسی شادی کو "کزن میرج" کہا جاتا ہے۔ برادری یا کزن میرج کے حوالے سے دو بنیادی نظریات سامنے آتے ہیں:

١۔ برادری کی شادی کا جواز اور شرعی ثبوت

کزن میرج شرعی طور پر جائز ہے اور نصوصِ قطعیہ سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق برادری کے اندر شادی کرنے میں کوئی ممانعت نہیں بشرطیکہ دونوں فریق رضامند ہوں اور نکاح کی دیگر شرائط پوری ہوں۔

٢۔ برادری کی شادی کے ممکنہ خطرات

اگرچہ برادری کے اندر شادی شرعی طور پر جائز ہے لیکن طبی اور سماجی نقطۂ نظر سے اس میں کئی مسائل اور خطرات ہوسکتے ہیں۔ خاص طور پر جینیاتی امراض کے امکانات بڑھ جاتے ہیں جو آئندہ نسلوں کے لیے مشکلات کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسی لیے بعض علما اور ماہرین اس قسم کی شادیوں سے گریز کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ قبائلی اور دیہی معاشروں میں برادری کے اندر شادی کرنے کا رجحان نہایت عام ہے اور اسے خاندان کی روایت یا عزت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس حوالے سے بھی رہنمائی موجود ہے جو انسانی تعلقات اور معاشرتی معاملات کو بہترین طریقے سے ترتیب دینے کی تاکید کرتی ہے۔ کزن میرج شرعی طور پر جائز ہے لیکن اس کے فوائد اور نقصانات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ کسی بھی قسم کی شادی کو طے کرنے سے پہلے تمام پہلوؤں پر غور کیا جائے تاکہ یہ نکاح سکون اور خوشحالی کا ذریعہ بن سکے۔ قرآن میں ارشادِ ربانی ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ۔"[6]

---

[5] حسنی، اسلم، محمد، ضلع بارکھان، بتاریخ ۲ فروری، ۲۰۲۳ء (سروے)

[6] الاحزاب ۳۳/۵۰

ترجمہ:اے نبی ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں حلال فرمائیں جنہیں تم مہر دو اور تمہاری مملوکہ کنیزیں جو اللہ نے تمہیں مالِ غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی۔

مذکورہ آیتِ کریمہ میں وہ رشتے جن سے نکاح حلال ہے انکا ذکر ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام امم عالم کے لئے یہی حکم ہے البتہ عام امت کے لئے مہاجرہ اور غیر مہاجرہ دونوں حلال ہیں اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ"[7]

ترجمہ: بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اسی آیت کریمہ کے تحت تفسیرِ خازن میں ہے :

" اللہ تعالیٰ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ رشتے دار قریب کے یا دور کے ہوں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے حاجت سے زائد کچھ مال انہیں دے کر ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اور اگر اپنے پاس زائد مال نہ ہو تو رشتہ داروں کے ساتھ محبت سے پیش آنا اور ان کے لئے دعائے خیر کرنا مستحب ہے۔"[8]

ان آیات میں ذوی القربیٰ کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ حسنِ سلوک احسان جان کر نہیں بلکہ اپنا فریضہ سمجھ کر نبھانا چاہئے اور اپنے بہن، بھائی دوسرے قریبی رشتے ذوی القربیٰ سے بھی اقارب کا درجہ رکھتے ہیں اس درجہ بندی کا خیال کرنا تعلیم رسول اللہ ﷺ ہے۔

"أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ وَمَوْلَاكَ الَّذِي يَلِي ذَاكَ حَقٌّ وَاجِبٌ وَرَحِمٌ مَوْصُولَةٌ"[9]

ترجمہ:اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنی بہن اور اپنے بھائی کے ساتھ اور ان کے بعد اپنے غلام کے ساتھ یہ ایک واجب حق ہے اور ایک جوڑنے والی (رحم) قرابت داری ہے۔

برادری اور کزن میرج میں صلہ رحمی بنیادی چیز ہے ارشادِ خداوندی ہے:

"وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ"[10]

ترجمہ:اور وہ جو اسے جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب سے خوفزدہ ہیں۔

رشتہ داری کے حقوق کی پاسداری میں رسول کریم ﷺ کی قرابتیں اور ایمانی رشتے بھی شامل ہیں۔ ساداتِ کرام کا احترام مسلمانوں کے ساتھ محبت، ان کی مدد، دفاع، شفقت، سلام، دعا، مریضوں کی عیادت، دوستوں، خادموں، ہمسایوں، اور سفر کے ساتھی کے حقوق کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔[11]

برادری کی شادی میں کفوِ نسبی پائی جاتی ہے اور شریعتِ مطہرہ نے کفو نسبی کا اعتبار کیا ہے۔ امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

---

[7] النحل ۹۰/۱٦

[8] الخازن ، علی بن محمد ، تفسیر الخازن المسمیٰ لباب التاویل فی معانی التنزیل ،دارالکتب العلمیہ ، بیروت ، س ن ، ج ٤، ص ۱۳۹

[9] ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داؤد ، کتاب الادب ، باب بر الوادین ، موسسہ الرسالہ ناشرون،بیروت،۲۰۱۳ ء ، رقم الحدیث ٥۱٤۰

[10] الرعد ۱۳/ ۲۱

[11] الخازن ، علی بن محمد ، تفسیر الخازن المسمیٰ لباب التاویل فی معانی التنزیل ،دارالکتب العلمیہ ، بیروت ،س ن ، ج ٤، ص ٦۲

"فان للنسب اعتبارا عرفا و شرحا حتیٰ لا یجوز تزویج الشریفة بالنبطی "[12]

ترجمہ: بیشک نسب عرف اور شریعت میں معتبر ہے یہاں تک کہ معزز عورت کا غلام سے نکاح درست نہیں۔

نکاح کرتے وقت کفاءت کا اعتبار کرنا ایک معقول سی بات اور رشتوں کے دیرپا ہونے کے لئے بے حد ضروری بھی ہے کہ جانبین کے لئے اس میں بے شمار فوائد ہیں۔ڈاکٹر الزحیلی لکھتے ہیں۔ زوجین کے درمیان ہم آہنگی اور برابری کا ہونا لازمی ہے کیونکہ ایک شریف عورت کسی ایسے مرد کے ساتھ زندگی گزارنا پسند نہیں کرتی جو اس کے معیار سے کم تر ہو۔ شوہر، بطور گھر کا سربراہ، اگر وقار اور عزت کا حامل نہ ہو تو نہ صرف اس کا اپنی بیوی پر کوئی اثر قائم نہیں رہتا بلکہ عورت کے رشتہ دار بھی ایسے شخص کو اپنے معیار کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس کے ساتھ رشتہ ازدواج کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہم آہنگی کی یہ کمی ازدواجی زندگی کے بنیادی مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ بنتی ہے اور یہ تصور مصر، شام اور لیبیا جیسے اسلامی ممالک میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔[13]

برادری کی شادی اور رسولِ اکرم ﷺ کا عمل مبارک

نبی کریم ﷺ نے بذات خود اپنی پیاری شہزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا نکاح اپنے چچازاد بھائی حضرت علی سے فرمایا ہے۔

"لَمَّا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطِهَا شَيْئًا"[14]

ترجمہ: جب حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ان کو کچھ دے دو۔

حضرت علی کی اپنی بھی یہ خواہش تھی کہ ان کی بیٹیوں کے رشتے اپنے بھتیجوں سے ہوں کہ جب حضرتِ عمر فاروق نے آپ سے آپ کی بیٹی امِ کلثوم کا ہاتھ مانگا تو آپ نے فرمایا:

"انما حسبت بناتی علیٰ بنی جعفر "[15]

ترجمہ: میں نے اپنی بیٹیاں جعفر (حضرت علی کے بھائی) کیلئے روکی ہوئی ہیں۔

برادری میں شادی کو بعض اوقات ترک کرنا ضروری ہو جاتا ہے خصوصاً جب قبائلی روایات پر عمل کرتے ہوئے ایک جائز اور اچھا عمل حرام کے قریب لے جائے۔ ایسی صورتحال جہاں والدین برادری کے رشتے کے انتظار میں بیٹیوں کی شادی میں تاخیر کرتے ہیں دین کی تعلیمات کے خلاف اور غیر مناسب ہے۔ رب العالمین نے واضح طور پر ایسے غیر ضروری اصرار سے منع کیا ہے جو بیٹیوں کی شادی میں رکاوٹ بنے اور ان کی عمر گزرنے کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

" يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا١ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ"[16]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

برتری کا معیار صرف تقویٰ ہے کسی کو کسی انسان پر فوقیت حاصل نہیں تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

---

[12] امام رازی ، محمد بن عمر ، فخر الدین ، مفاتیح الغیب ، دار الحدیث ، ملتان ،س ن، ج ۲۸ ، ص ۱۱۲

[13] الزحیلی ، وهبه ، ڈاکٹر، الفقه الاسلامی وادلته، دار الفکر ، دمشق، س ن، ج ۷ ، ص ۲۳۳۔۲۳۴

[14] ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داؤد ، کتاب النکاح، موسسه الرساله ناشرون،بیروت،۲۰۱۳ ء ، رقم الحدیث ۲۱۲۵

[15] علی المتقی ، علاؤالدین ، بن حسام الدین ،الهندی ، کنزالعمال ، نشرالسنه، ملتان ،س ن، ج ۷ ، ص ۹۸

[16] الحجرات ۱۳/۴۹

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ"[17]

ترجمہ: صرف مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

تفسیرِ صراط الجنان میں اسی آیت کریمہ کے تحت ہے:

"مسلمان تو آپس میں بھائی بھائی ہی ہیں کیونکہ یہ آپس میں دینی تعلق اوراسلامی محبت کے ساتھ مَربوط ہیں اور یہ رشتہ تمام دُنْیَوی رشتوں سے مضبوط تر ہے۔" [18]

قبائلی طرز زندگی میں برادری یعنی کزن میرج پر غیر معمولی زور دیا جاتا ہے جو اسلامی اصولِ مساوات کے منافی ہے۔ انسان اپنی فطرت کے مطابق اپنی قوم وقبیلے کو دوسروں پر فوقیت دیتا ہے لیکن قبائلی نظام میں یہ تعصب اور لسانیت انتہائی شدت اختیار کر لیتی ہے جس کے نتیجے میں ہر فرد اپنے قبیلے کو رشتوں کے لیے موزوں ترین سمجھتا ہے۔ حالانکہ ربِ کریم نے اس قسم کے تعصب کی سختی سے نفی فرمائی ہے۔ اس لیے اس غیر ضروری اصرار سے گریز کرنا نہایت اہم ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

" وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا "[19]

ترجمہ: اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو۔

حدیث پاک میں ہے:

" لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ."[20]

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی طرف بلائے وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنیاد پر لڑائی لڑے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو تعصب کا تصور لیے ہوئے مرے۔

ان نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ قبائلی نظامِ زندگی میں برادری میں رشتے کے بے جا اصرار کی ذرا برابر بھی اہمیت نہیں بلکہ دینِ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ کچھ ضعیف روایات ہیں جو کزن میرج کے برخلاف مشیر ہیں جیسے کہ خاندان سے باہر شادی کرو اور کمزور بچوں کو مت پیدا کرو ذوی القربیٰ میں رشتہ مت کرو کیونکہ بچہ کمزور پیدا ہوتا ہے۔[21]

اگرچہ کزن میرج شرعاً ممنوع نہیں ہے کہ عہدِ نبوی اور صحابہ کے دور میں ایسی شادیاں عام تھیں لیکن بعض اوقات میڈیکل مشکلات کے باعث ایسی شادیوں کی حوصلہ شکنی بھی کی گئی ہے۔ خلیفہ دوم عمرِ فاروقؓ نے بھی قبیلہ السائب کو قرابت میں شادیوں پر اس طرح خبردار کیا اے آل سائب تم کمزور ہو چکے ہو رشتہ داروں کے سوا رشتے کیا کرو جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعض حالات میں احتیاط برتنی چاہیے۔[22]

کزن میرج اور میڈیکل مسائل

کزن میرج دنیا بھر میں مختلف معاشروں کا حصہ رہی ہے اور اسے کئی فوائد کی وجہ سے ترجیح دی جاتی رہی ہے۔ اس قسم کی شادیوں میں عموماً خاندانی پس منظر کی چھان بین کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ دونوں خاندان ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں۔ میاں بیوی بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں جس سے باہمی ہم آہنگی اور شادی کی کامیابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ مزید برآں، دونوں خاندانوں کی اقدار اور روایات کی مشابہت ازدواجی زندگی کو مستحکم بنانے میں

---

[17] الحجرات ۴۹/۱۰

[18] قاسم ، محمد ، مفتی ، تفسیر صراط الجنان ، مکتبۃ المدینہ ، کراچی ،۲۰۱۵ ء ، ج ۹، ص۲۷۳

[19] الحجرات ۴۹/۱۳

[20] ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث ، سنن ابی داؤد ، کتاب الادب، موسسہ الرسالہ ناشرون،بیروت،۲۰۱۳ ء ، رقم الحدیث ۵۱۲۱

[21] الزحیلی ، وھبہ ، ڈاکٹر، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دار الفکر ، دمشق، س ن ، ج ۷ ، ص ۱۳۱

[22] ایضاً

مددگار ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً، برطانیہ میں عام شادیوں کی طلاق کی شرح ۴۲ فیصد ہے جبکہ کزن میرج کی طلاق کی شرح صرف ۲۰ فیصد ہے جو کہ ایک متاثر کن فرق ہے۔[23]

تاہم حالیہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ قریبی رشتہ داروں کی شادی سے پیدا ہونے والی اولاد میں جینیاتی بیماریوں کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں جیسے ذہنی معذوری اور تھیلیسمیا۔ ترقی یافتہ ممالک میں اس وجہ سے کزن میرج کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے کیونکہ قریبی رشتہ داری میں والدین سے بچوں تک جینیاتی امراض منتقل ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ڈی این اے کے زیادہ شیئر ہونے کے باعث یہ مسائل شدت اختیار کرسکتے ہیں۔[24]

کوئینز یونیورسٹی کی ایک تحقیق کے مطابق، کزن میرج سے پیدا ہونے والے بچوں میں شیزوفرینیا جیسے جینیاتی امراض کا امکان دوگنا ہوتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ نسل در نسل جاری رہے تو جینیاتی مسائل کی شدت میں اضافہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہی جینز بار بار استعمال ہونے سے نسلوں میں صحت کے مسائل بڑھنے لگتے ہیں۔[25]

اسلامی تعلیمات کے مطابق کزن میرج جائز ہے لیکن ضروری یا واجب نہیں۔ اسلام کسی بالغ شخص کو اس کی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کزن میرج کو محض ثقافتی روایت سمجھ کر لازم قرار دینا درست نہیں۔ تاہم، اگر کزن میرج کا ارادہ ہو تو میڈیکل ٹیسٹ کروانا ضروری ہے تاکہ ممکنہ جینیاتی امراض سے بچا جا سکے۔ ایسی شادی میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ طبی معائنے کے بعد فیصلہ کیا جائے لیکن اس کو خاندانی روایت کے طور پر اپنانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔[26]

قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے سے جینیاتی امراض، جیسے خون کی کمی، جگر، پھیپھڑے یا لبلبے کے امراض نسلوں میں منتقل ہوسکتے ہیں۔ اگر والدین میں سے ایک بیمار ہو اور دوسرا صحت مند تو بچوں میں ان امراض کا خطرہ کم ہو سکتا ہے۔ لیکن نسل در نسل خونی رشتہ برقرار رکھنے سے یہ خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ ایسے خاندان عموماً اپنی مخصوص جینیاتی بیماریوں کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں جو ان کی مجموعی صحت اور آنے والی نسلوں پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں۔[27]

خلاصہ بحث

اسلامی تعلیمات کے مطابق وٹہ سٹہ کی شادی اور برادری میں رشتے کی بنیاد نیت، رضامندی اور عدل پر ہونی چاہیے۔ قرآن و سنت میں نکاح کو محبت، رحمت اور برابری کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے جبکہ زبردستی یا برادری کے دباؤ میں کیے گئے رشتے شرع کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔ وٹہ سٹہ جیسے نظام میں اکثر عورتوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں جو اسلام کے اصولِ عدل و احسان کے خلاف ہے۔ اسلام میں رشتے کے انتخاب میں انفرادی رضامندی اور تقویٰ کو ترجیح دی گئی ہے۔ برادری کے دباؤ کو ترک کرکے نکاح کو آسان اور شریعت کے مطابق بنایا جانا چاہیے۔ اسی طرح کزن میرج میں بھی دینِ اسلام نے میانہ روی کا حکم دیا ہے۔ کزن و غیر کزن کی شادی دونوں اسلام کی تعلیمات ہیں لہٰذا بے جا حدود و جبر قائم کرنا جائز نہیں۔

[23] https://www.humsub.com.pk

[24] Ibid.

[25] Ibid.

[26] Ibid.

[27] Bittles, A. H and Neel, J.A. The Costs of Human in Breeding and Their Implications for Variations at the DNA Level.Nature Genet.8,117.121(1994)Model, B. Social and Genetic Implications for Customery Consaguinious Marriage Among British Pakistanies. Report of a Meeting held at the Ciba Foundation on 15 Jan 1991. J.Med.Genet (1991)